روزنامہ الفضل ربوہ
فون 213029
ایڈیٹر: نسیم سیفی
CPL 61
جلد 47-82 نمبر 118 | سوموار 25 محرم الحرام ۔1418ھ 2 احسان 1376ھش 2 جون 1997ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حقیقت کا دروازہ کھلتا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
لوگ تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت ملے۔ لیکن یہ بات جلد بازی سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جب انسان کی روح پگھل کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اسی کو اپنا اصل مقصود خیال کرتی ہے تب اس کے لئے حقیقت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اور صحبت صادقین سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 346)

اس دور کی کایا پلٹنی ہے تو اعلیٰ اخلاقی نمونوں سے پلٹی جائے گی۔
اپنے اخلاق کو بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق بنائیں جو عملی زندگی میں تمام ماحول کو روشن کرنے لگیں

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 29 نومبر 1996ء مطابق 29 نبوت 1375 ہجری شمسی بمقام بیت الحمد مالمو (سویڈن)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:۔(۔)

پیشتر اس سے کہ (۔) آپ کو کچھ نصیحت کروں میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ خطبہ (۔) مالمو سویڈن سے دیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو واقف نہیں اس وقت تک کہ مالمو سویڈن سے ہی یہاں کی نیشنل ٹیلی ویژن نے ہمیں یہ سہولت مہیا کی ہے اگرچہ پیسے لئے مگر بہت ہی رعایتی اور یہ جو خرچ ہے یہ چند مخلصین نے اٹھایا ہے ان کے شوق و ذوق کی وجہ سے ہی یہ صورت حال قبول کی گئی۔ پس اس وقت یہ خطبہ (احمدیہ ٹیلی ویژن) کی طرف سے سویڈن کی نیشنل ٹیلی ویژن براہ راست اٹھا رہی ہے اور لندن کی معرفت دنیا کو نہیں پہنچ رہا بلکہ ہمارے سیٹلائٹ پر سویڈن کی جو نیشنل ٹیلی ویژن کمپنی ہے اس نے اٹھایا ہے اور براہ راست ہمارے سیٹلائٹ کو بھیج رہی ہے۔

یہ جو عالمی رابطے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دور کی ایک خاص اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ اتنے حیرت انگیز فوائد (احمدیہ ٹیلی ویژن) کے سامنے آ رہے ہیں کہ ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی زیادہ برکتیں اس نظام میں ہوں گی اور ضرورت کتنی تھی اس کا بھی کوئی احساس نہیں تھا۔ اب جبکہ میں دورے کرتا ہوں بچوں سے ملتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت اس دور کا واحد تربیت کا ذریعہ ہے ورنہ بھاری تعداد میں ہمارے بچے ہیں جو مربیوں کی تربیت کے دائرے سے باہر ہیں جن کے ماں باپ کو خود تربیت نہیں آتی، جن کے والدین، ان کے عزیز و اقارب خود تربیت کے بہت محتاج ہیں، روزمرہ کے اخلاق سے بھی ناواقف، (دینی) آداب سے نابلد، غرضیکہ یہ ایک ایسی ضرورت حقہ تھی کہ اگر خدا تعالیٰ زبردستی ہمیں اس طرف انگلی پکڑ کر نہ لے جاتا تو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم اس کی طاقت رکھتے ہیں اور اس وقت رکھتے بھی نہیں تھے، مگر لاعلمی میں کہ ہم طاقت رکھتے ہیں جب ہم اس دور میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے ہماری استطاعت بڑھانی شروع کی اور اتنی بڑھائی کہ آج چوبیس گھنٹے مسلسل تمام دنیا میں اگر کوئی ایک ٹیلی ویژن ہے جو پیغام بھجوا رہی ہے اور پروگرام دکھا رہی ہے تو صرف (احمدیہ ٹیلی ویژن) ہے ساری دنیا میں اس کے سوا کوئی نہیں، تبھی حکومتیں حیرت زدہ ہیں۔

بڑے بڑے ماہرین ادب سے سر جھکاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نے وہ کام کر دکھایا جس کی آج دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کو بھی طاقت نہیں ہے۔ اگر ہے تو اس طرح کہ مختلف ملکوں کے لئے، مختلف وقتوں میں الگ الگ پروگرام تو دکھائے جاتے ہیں مگر دبھی Advertisement یعنی اشتہار بازی کے ذریعے اور اس کی خاطر، اور جہاں اشتہار بازی آ جاتی ہے وہاں مخرب اخلاق پروگراموں کا داخل ہونا لازم ہے۔ جتنی بھی ہندوستانی کمپنیاں آج پاکستان کو خصوصیت سے متاثر کر رہی ہیں اور ان کے نہایت گندے اور بدذوق فلمی پروگرام دیکھنے کے ہمارے پاکستانی عادی بن رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے پیسے کمانے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں کہ جتنے گندے اخلاق کا دنیا تقاضا کرے اس سے بھی بڑھ کر گندے اخلاق پیش کرو کیونکہ بے حیائی کی بھوک بھی مٹ جایا کرتی ہے۔ چند دن ایک قسم کی بے حیائی کی عادت پڑے تو اس سے آگے بڑھے بغیر پھر اس پہلی بے حیائی کا مزہ باقی نہیں رہتا۔ یہی Drug Addiction کا فلسفہ ہے

اور جماعت احمدیہ اس کے برعکس فلسفہ کو جو مثبت فلسفہ ہے استعمال کر رہی ہے یعنی نیکیوں کے لئے بھی عادت پیدا کرنی پڑتی ہے از خود نیکیوں میں دلچسپی پیدا نہیں ہوا کرتی۔ تھوڑی تھوڑی نیکیاں چکھا چکھا کر ساری دنیا کی جماعت کو آگے بڑھانا یہ ہمارے اعلیٰ مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ اور جب بھی نیکی کی عادت پڑتی ہے تو یہ عادت بدی کی عادت سے زیادہ پختہ ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نیکی کی عادت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے ایک ایسی روحانی دائمی لذت ہے جس کا ردعمل کوئی نہیں مگر بدی کی دلچسپیاں خواہ کتنی ہی شدید کیوں نہ ہوں، کتنی طاقت سے اپنی طرف کیوں نہ کھینچیں، ہر شخص جب مزید بدی کی طرف قدم اٹھاتا ہے اس کے ضمیر کی ایک آواز ضرور اٹھتی ہے جو اس کو ملامت کرتی ہے اور ہر دفعہ اس ملامت کے Barrier اس کی حدیں پھلانگ کر انسان بدی کے اگلے دور میں داخل ہوا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ آواز مرجائے اور جب مرجائے تو پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف اس کی واپسی یا نیکیوں کی طرف واپسی ناممکن ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ اللہ کا خاص فضل اسے سنبھال لے۔

پس اب بھی ہم نے دیکھا ہے کہ (احمدیہ ٹیلی ویژن) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری نئی نسلوں کے ذوق سدھر رہے ہیں۔ وہ بچے جو دن رات کارٹونوں کے سامنے یا خوفناک فلموں کے انتظار میں نہایت ہی مخرب اخلاق فرضی کہانیوں میں مبتلا ہو چکے تھے یعنی ایسے عادی بن گئے تھے جیسے کوئی نشے میں مبتلا ہو جائے وہ اب سب وہ پروگرام چھوڑ کر احمدیہ پروگراموں کو جن کے اندر سادگی اور فطری ایک جذب ہے، سچائی ہے، فطری جذب ہے، بے اختیاری ہے، کوئی بھی اس میں ایکٹنگ نہیں ہے، اس کے جب عادی بنتے ہیں تو پھر عادی ہوتے چلے جاتے ہیں ایک جگہ سے بھی کبھی آج تک یہ اطلاع نہیں آئی کہ احمدی بچوں نے کچھ عرصہ دیکھا اور اس کے بعد اس کو چھوڑ کر دوسرے ٹیلی ویژنوں کی طرف منتقل ہو گئے۔ جب آئے تو ان کا ذوق بڑھتا گیا ان کا تعلق بڑھتا گیا اور جو بھی ہمارے پروگرام ہیں ان کے ساتھ ایک ذاتی وابستگی پیدا ہو گئی ہے۔

پس اس پہلو سے آج بھی جو خطبہ براہ راست یہاں سے نشر کیا جا رہا ہے یہ کل عالم میں احمدیت کی یکجہتی اور ایک جان ہونے کا ایک عظیم ثبوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ ممکن نہیں تھا۔ پس ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور بھی ہماری عالمی یکجہتی کو بڑھائے، ہم ایک مزاج بن کر ابھریں اور وہ جو قومی اور نسلی اختلافات ہیں ان کو مٹانے کے لئے تمام دنیا سے ایک مزاج کے لوگوں کا ایک قوم کا ایسا ابھرنا لازم ہے جو ایک مرکزی دماغ کے ساتھ وابستہ ہو، ایک مرکزی دل کے ساتھ دھڑکتی ہو اور اس کے زیر و بم میں ان کی ساری زندگی ہو۔ یہ معجزہ ہے (۔) اور حضرت (بانی سلسلہ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں عطا فرمائی۔

اس دور کے جو تقاضے ہیں ان کے تعلق میں (۔) سب سے اہم تقاضا میرے نزدیک اس وقت اخلاق حسنہ کا تقاضا ہے، نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی دنیا کو ضرورت ہے اور اخلاق حسنہ دنیا سے مٹتے جا رہے ہیں، محدود ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ قومیں جو کبھی اپنے اخلاق کی وجہ سے سر اٹھا کر چلا کرتی تھیں، جن کے دعوے تھے کہ ہماری گلیوں میں چوری کوئی نہیں ہماری گلیوں میں بے ہودہ حرکتیں کوئی نہیں۔ انگلستان کا بھی ایک زمانے میں برحق دعویٰ اور یہی دعویٰ تھا مجھے یاد ہے جب میں طالب علم تھا تو ایک دفعہ Hamsted Heath کے کنارے سے چونکہ ہمارا

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

وہاں ایک پروگرام تھا جس میں دیر ہو گئی اور Tube بند ہو چکی تھی اور ٹیکسی کی توفیق نہیں تھی اس وقت میں پیدل لندن (بیت الفضل) پہنچا ہوں اور رات کے وقت کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا' خاموش گلیاں' پرسکون گلیاں اور صبح (عبادت) کے وقت میں وہاں پہنچا اور صبح کی (عبادت) میں شامل ہو گیا آرام کے ساتھ۔ یہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ رستے میں کوئی چور اچکا آئے گا اور پکڑے گا اور پولیس میں بھی ایسی شرافت اور مستعدی تھی کہ بے وجہ دکھائی نہیں دیتی تھی مگر جہاں ضرورت پڑے وہاں پولیس نکل آتی تھی کہیں سے۔ اب وہ حالات بالکل یکسر تبدیل ہو چکے ہیں اب تو گلی گلی کا موڑ خطرناک ہو گیا ہے اب تو ان کے جو دانشور ہیں وہ شور مچا رہے ہیں کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے ہر قسم کا امن اٹھ گیا' بچوں کا امن اٹھ گیا' لڑکیوں کا امن اٹھ گیا' اپنے ماں باپ سے گھر میں بچوں کو خطرے ہیں اور یہ خطرات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پس اس دور کی کایا پلٹنی ہے تو اعلیٰ اخلاقی نمونوں سے پلٹی جائے گی محض باتوں سے یہ عظیم کارنامہ جو آپ کے سپرد ہے یہ پورا نہیں ہو سکتا' اس پر عمل ناممکن ہے۔

یہ ایک ہی پروگرام ہے کہ اپنے اخلاق کو بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق بنائیں جو عملی زندگی میں تمام ماحول کو روشن کرنے لگیں ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیں۔ آپ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اجنبی کی حیثیت سے یہاں چلیں جیسے ان کے ہاں Aliens اترتے ہیں فرضی طور پر اور آکر اور بھی زیادہ ان کے اخلاق برباد کر جاتے ہیں۔ ان کا قتل و غارت' ان کا خون خرابہ' ان کا ظلم و ستم یہ ان بچوں کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے جو بڑی دلچسپی کے ساتھ ان پروگراموں کو دیکھتے ہیں مگر اور قسم کے بھی Aliens ہوا کرتے ہیں جن کا آنا دنیا کے لئے اجنبی ہو اور سب سے بڑے Aliens جو دنیا میں نازل ہوتے ہیں وہ وقت کے انبیاء ہیں کیونکہ ان کے آنے کے ساتھ ساری سوسائٹی کو بالآخر ان کے رنگ اختیار کرنا ہوتے ہیں اور ان کا تعلق غالب آتا ہے' نظریات سے بڑھ کر ان کا خلق غالب آتا ہے اور حضرت (بانی سلسلہ) نے آنحضرت ﷺ کی دعا کے بعد سب سے زیادہ انقلابی طاقت آپ کا خلق بیان فرمائی ہے یہ خلق محمدی تھا جس نے لازماً غالب آنا تھا۔ اور اجنبی دنیا میں جب ایک اجنبی اترتا ہے تو شروع میں اس کی مخالفت ہوتی ہے وہ عجیب باتیں کرتا ہے' عجیب ادائیں دکھاتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں سے نہیں ہے اس لئے اسے اپنے سے نکال باہر پھینکو۔ مگر بنیادی طور پر۔ انسانی فطرت کی گہرائی میں حسنِ خلق کے تقاضے ایسے داخل ہیں کہ کوئی دنیا کی طاقت انہیں مٹا نہیں سکتی۔ بد سے بد سوسائٹی میں بھی دل کے اندر کی آواز یہی ہے کہ کاش اس ماحول کو حسن خلق روشن کر دیتا' کاش ہمارے دن بدل جائیں' کاش ہمارا فساد امن میں تبدیل ہو جائے۔ یہ آواز ہر مجرم کی آواز بھی ہے ہر انسان جو بد سوسائٹی کا ممبر ہے جو اس کے نتیجے میں دن بدن نیچے اتر رہا ہے اوپر دیکھ کر اوپر چڑھنے کی تمنا اس کی کبھی نہیں مرتی۔ پس دل کی اس آواز کو انبیاء کے خلق ابھارتے ہیں اور بالآخر دل کی یہ آواز جیتا کرتی ہے۔

آج بھی میں نے اپنے ناروے اور سویڈن اور ڈنمارک کے دورے میں محسوس کیا ہے کہ یہاں اگر کوئی چیز تبدیلی لا سکتی ہے تو آپ کے خلق ہیں' آپ کے اخلاق ہیں۔ اخلاق حسنہ کے سوا یہ ممکن نہیں ہے اور اس تعلق میں حضرت (بانی سلسلہ) کے چند اقتباس میں نے آج آپ کے سامنے رکھنے ہیں (۔) حضرت (بانی سلسلہ) نے تمام ان باتوں کو کھولا ہے اور خوب کھولا ہے جو سچائی کو جھوٹ سے الگ کرنے والی' دن کو رات سے الگ کرنے والی اور اس طرح کھول دیا ہے مضمون کو کہ اس کے بعد کوئی احمدی یہ شکوہ نہیں کر سکتا کہ حضرت (بانی سلسلہ) نے یہ بات ہم سے چھپالی۔ (۔)

حضور اکرم ﷺ کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم اس طرح اس لئے آیات کو پھیر پھیر کر تجھے سناتے ہیں تاکہ تو ہم سے مضامین کی گہرائی کا علم سیکھ لے۔ عرفان جہاں تک بھی انسان کو پہنچا سکتا ہے وہاں تک تیرا درک پہنچے اور خدا کا فضل اور رحمت تجھ پر اس طرح نازل ہو کہ تو مجسم خدا کا فضل اور رحمت بن جائے۔ یہ مقاصد ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جس کی وجہ سے جب خدا تعالیٰ نے مختلف مضامین کو' مختلف آیات کو ادل بدل کر' چکر دیتے ہوئے کبھی اس پہلو سے' کبھی اس پہلو سے روشن کیا تو مقصد یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا کی تدریس کا کام ایسا کامل طور پر کریں کہ جب آپ کے سکھائے ہوئے حیرت انگیز طور پر آپ کے حکمت سکھانے اور علم سکھانے اور حکمتوں کے راز بتانے کو دیکھیں تو بے اختیار ان کے مونہہ سے یہ نکلے تو نے اپنے رب سے سیکھنے کا خوب حق ادا کر دیا' ایسا سیکھا ہے کہ اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔

پس آنحضرت ﷺ کے سکھانے کا کمال تھا جس نے آپ کے غلاموں کے مونہہ سے یہ فقرے نکال دیئے واہ واہ کیسا شاگرد ہے یعنی اللہ کا شاگرد خدا سے وہ کچھ سیکھ گیا جس کی عام انسان میں طاقت نہیں تھی کیونکہ تصریف آیات میں عام انسان کی عقل ان کی گہرائی کو پا بھی نہیں سکتی جو باتیں حکمت کی تہہ بہ تہہ راز اندرونی راز بیان کئے جائیں ان کے لئے غیر معمولی ذکی اور فہیم انسان کی ضرورت تھی۔ پس جب آنحضرت ﷺ کے عرفان کی باتیں کیا کرتے تھے تو صحابہؓ کے مونہہ کی آواز ہے جو قرآن نے محفوظ کی ہے۔ بے اختیار ان کے دل سے آوازیں اٹھتیں سبحان اللہ تو نے اپنے رب سے خوب سیکھا ہے ایسا سیکھا ہے کہ سیکھنے میں تو نے کمال کر دیا اور اگر تو نہ سیکھتا تو ہم بھی کچھ نہ سیکھتے۔ (۔)

اسی مضمون کے تعلق میں آنحضرت ﷺ نے آخری خطبہ میں جو حجۃ الوداع کا خطبہ کہلاتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ کا مجمع یا شاید اس سے بھی زیادہ تھے جو اس آخری خطبے میں آنحضور ﷺ کے سامنے حاضر تھے یہ آخری حج تھا جو آپ نے ادا فرمایا یہ آخری خطبہ تھا جو آپ نے اپنے عشاق کو دیکھتے ہوئے ان کے سامنے بیان کیا اور اللہ کے حضور دراصل ایک حجت تھی' ان پر حجت تھی جو پوری کر رہے تھے اور خدا کے حضور یہ عرض کر رہے تھے اے خدا یہ سب گواہ ہیں جو کچھ تو نے مجھے کہا تھا میں نے سب کچھ بیان کر دیا ایک ذرہ بھی کمی نہیں آنے دی۔ فرمایا اے لوگو! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے۔ اے لوگو! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے کیسے عمل کئے دیکھو میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے پھرو۔ اور آگاہ رہو تم میں سے جو یہاں موجود ہے ان لوگوں کو پیغام پہنچا دیں جو کہ موجود نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس کو وہ پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ دار ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے' کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے میرے اللہ گواہ رہ کہ جس کام کی خاطر تو نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کا تمام حق ادا کر دیا ہے۔ یہ ایک لاکھ کا مجمع گواہ ہے' یہ بلند آواز سے اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ جو کام تو نے میرے سپرد کئے تھے وہ تمام تر پورے کر دیئے اور یہ پیغام پہنچا دیا۔

یہ آخری خطبہ تھا حجۃ الوداع کا جس میں شریعت کی تکمیل کا یہ منظر حیرت انگیز ہے یعنی شریعت صرف مکمل نہیں ہوئی بلکہ وہ کامل رسول جس نے شریعت کو بنی نوع انسان تک پہنچانا تھا اس نے ایک لاکھ کے مجمع میں ان سے یہ گواہی لی اور خدا کے حضور اس گواہی کو پیش کیا کہ اے خدا میں اپنا حق ادا کر چکا ہوں اور یہی دراصل اس بات کی علامت تھی کہ آپ رخصت ہونے والے ہیں' واپس اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملنے والے ہیں۔ کئی صحابہ تھے جن کا ذہن اس طرف گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے یہ ہمارے رسول کی جدائی کا خطبہ ہے شاید اس کے بعد ہمیں آپ کو دیکھنا نصیب نہ ہو۔ چنانچہ اگلے حج سے پہلے پہلے اس خطبہ وداع کے بعد آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے (۔)

اب لمبا عرصہ ہو گیا میں جماعت احمدیہ کو اخلاق حسنہ سے متعلق اپنے خطبات میں نصیحت کرتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں کہ کس طرح ہمارا سفر گھروں سے شروع ہو گا۔ جب تک ہمارے گھروں میں اخلاق حسنہ کے نمونے جاری نہ ہوں' جب تک خاوند اور بیوی کے درمیان' باپ اور بیٹی اور باپ اور بیٹوں کے درمیان' ماں اور بیٹیوں اور ماں اور بیٹوں کے درمیان ایک جنت کا سا معاشرہ قائم نہ ہو اور اخلاق حسنہ کے پاک نمونے گھروں میں جاری نہ ہوں اس وقت تک یہ دعویٰ کہ ہم دنیا کو تبدیل کر دیں گے محض ایک جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے۔ یعنی احمق بھی تو ایک جنت بنا لیا کرتے ہیں وہ ان جنتوں میں جا بستے ہیں لیکن حقیقت میں وہ جنتیں اور ہیں جن میں ان لوگوں کی رسائی ہو گی جو صاحب عقل ہیں احمق کو وہاں تک کوئی رسائی نہیں۔

پس یاد رکھو حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے (۔) دراصل کے حق ادا کئے اور ہمیں خوب کھول کھول کے سمجھا دیا۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس دور کا انقلاب اخلاق حسنہ سے وابستہ ہے کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ دنیا کو آج سب سے زیادہ اخلاق کی پیاس ہے۔ دلائل کی دنیا میں تو ہر انسان یہ طاقت ہی نہیں رکھتا کہ بڑے بڑے اہل علم اور اہل فضل پر غالب آ سکے۔ اگر وہ سچا بھی ہو تو دنیا بہت چالاک ہے اور دنیا ظاہری علوم میں اتنی ترقی کر چکی ہے کہ ایک عام سادہ لوح انسان کے لئے اور ایک مخلص احمدی کے لئے جس نے بات بھی دنیا کے برعکس کرنی ہو کیسے ممکن ہے کہ وہ ان لوگوں کو سمجھا کر ان کو مغلوب کر سکے۔ لیکن ایک چیز ہے جو دنیا کے پاس نہیں وہ اخلاق حسنہ ہیں۔ ایک چیز ہے جس کی پیاس دنیا میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ پس آج اخلاق حسنہ سے آپ بڑے بڑے علماء اور اہل علم و فضل کے مونہہ بند نہیں کر سکتے مگر ان کے کردار تبدیل کر سکتے ہیں کیونکہ اخلاق حسنہ میں ایک حیرت انگیز انقلابی طاقت ہوا کرتی ہے۔

وہ لوگ جو اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو کر دنیا میں پھرتے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ روشن ہوتے ہیں جیسے جگنو کی دم چمکتی ہے۔ اندھیری رات میں جگنو کی دم بھی تو چمکا کرتی ہے مگر چھوٹی سی روشنی سے جو دوسرے جگنوؤں کو اس کی طرف کھینچ لاتی ہے کچھ کیڑے مکوڑے ان سے راہ پاتے ہیں مگر (صاحب ایمان) کا نور تو اس کے آگے بھاگتا ہے اس کے دائیں طرف آگے بڑھتا ہے اور (صاحب ایمان) کا نور دور دور تک لوگوں کے لئے ماحول کو روشن کر دیتا ہے۔ یہ نور اخلاق فاضلہ کا نور ہے' اخلاق حسنہ کا نور ہے۔ (۔) اس کو اپنی عادات میں داخل کر لیں اس نور سے آراستہ ہو جائیں تو آپ از خود چمکنے لگیں گے۔ آپ کی غربت' آپ کے پھٹے پرانے کپڑے' آپ کی سادگی آپ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ چیزیں ہیں جو اللہ کے نور کو روکا نہیں کرتیں بلکہ بسا اوقات بڑھانے کا موجب بن جاتی ہیں۔

کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک غریب انسان جو سادہ پھٹے ہوئے کپڑوں میں ہو اس کا جسم مجسم نور بن جاتا ہے اور اس کا نور خدا کے فضل اور رحمت کو اپنی طرف اس طاقت کے ساتھ کھینچتا ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ اللہ کا فضل اور رحمت اس پر اس حیرت انگیز شفقت کے ساتھ برستے ہیں کہ وہ شخص جو پھٹے پرانے' سادہ کپڑوں میں ملبوس ہو بسا اوقات اس کی باتیں خدا کی باتیں بن جاتی ہیں۔ چنانچہ (۔) فرمایا (۔) خبردار ایسے بھی غریب ہیں پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس' پراگندہ بال ان کے سروں پر خاک پڑی ہوتی ہے۔ (۔) اگر وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ایسا ضرور ہو گا تو ضرور ایسا ہو کر رہتا ہے۔ یہ وہ نورانی وجود ہیں جن کی خاک' جن کے کپڑوں کی بدحالی' جن کے سر کے بالوں کا بکھرا ہوا ہونا اور ان میں خاک پڑے ہونا ان کے نور کی طاقت کو روک نہیں سکتے کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایسے غریب اور فقیر لوگ جب کہہ دیتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ یونہی ہو گا تو ویسا ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ کی تقدیر ان کی آواز کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ وہ تبدیلی کرنے والے لوگ ہیں جو دنیا میں انقلاب برپا کیا کرتے ہیں۔ نہ اچھے کپڑے آپ کے کام آئیں گے نہ خوبصورت گھر نہ اعلیٰ درجے کی موٹریں ان پہلوؤں سے تو دنیا آپ سے

بہت زیادہ آگے نکل چکی ہے۔ ایک ایک ایسا دنیا میں امیر آدمی ہے کہ جس کی دولت تمام دنیا کی جماعت کی دولت کے برابر یا اس سے بھی شاید بڑھ کر ہو تو روپے پیسے میں' ظاہری چمک دمک میں' اپنے کپڑوں کے حسن میں' اپنے مکانوں کی آرائش میں آپ اگر فخر کرتے ہیں تو ایک بے کار فخر ہے ان چیزوں میں کوئی طاقت نہیں' کوئی ان کو دیکھ کر آپ کے پیچھے نہیں چلے گا۔ مگر غربت میں خدا ترسی' غربت میں خدا کے اخلاق کو اپنانا' اس کی صفات حسنہ کو اپنے وجود میں جاری کر لینا صرف یہ ایک طاقت ہے جو جماعت احمدیہ کو نصیب ہو رہی ہے اور بڑھ رہی ہے اور اس کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ اس طاقت کی پرورش کریں' اسے اور بڑھائیں۔ جتنا یہ اخلاق حسنہ کی طاقت اونچی ہو گی اتنا ہی جماعت احمدیہ کی سربلندی ہو گی۔ اتنا ہی گرد و پیش کے بڑے بڑے سرکش لوگ بھی آپ کے اخلاق حسنہ کی طاقت کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہوتے چلے جائیں گے اور اس بات کی گواہی ہر طرف سے مل رہی ہے کہ یہی ہوتا ہے اور یہی ہو رہا ہے اور یہی ہو گا۔ بسا اوقات آنے والے جو بیعت کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کس چیز نے آپ کو آمادہ کیا تو کسی احمدی کا نام لیتے ہیں یا اس کے ساتھ آئے ہوں تو اشارہ کرتے ہیں اس کے خلق حسن نے ہمیں آمادہ کیا ورنہ دلیل کی بات نہیں تھی۔ یہ ہم میں رہتے ہوئے اجنبی تھا ہمارے ماحول میں ایک مختلف قسم کی چیز تھی جس نے توجہ کو کھینچا ہے اور اس کے اخلاق نے ہمارے دلوں میں یقین پیدا کیا یعنی اپنے متعلق کہتا ہے میرے دل میں یقین پیدا کیا کہ یہ غلط انسان نہیں ہے یہ مختلف اور اجنبی اور دلکش وجود ہے۔ اور جب اس ماحول میں اس رجحان کے ساتھ اس لٹریچر کا مطالعہ کیا جو اس احمدی نے دیا تو دل تو پہلے ہی آمادہ تھا دل کے دروازے تو پہلے ہی کھول دیئے گئے تھے اس نے ہر بات پر "آمنا و صدقنا" کہا کیونکہ جب اس شخص سے پیار ہو جائے جس کے اخلاق متاثر کرتے ہیں تو اس کی باتوں کے خلاف دل میں کوئی رد عمل نہیں ہوتا اور پھر (دعوت الی اللہ) کام آتی ہے' پھر مونہہ کے لفظ میں بھی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

پس آج ہم نے اس دور میں جس دور میں احمدیت داخل ہوئی ہے سب سے زیادہ اخلاق حسنہ کی حفاظت کرنی ہے سب سے زیادہ اخلاق حسنہ کو اپنا کر اس طاقتور ہتھیار کے ذریعے دنیا پر غالب آنا ہے اور آپ یقین جانیں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی قومیں بھی اس ہتھیار کا دفاع نہیں جانتیں کیونکہ وہ اس ہتھیار سے خالی ہیں۔ ان کو علم ہی نہیں کہ اخلاق حسنہ ہوتے کیا ہیں۔ ظاہری خلق کے لحاظ سے آپ کو بہت اچھے اچھے لوگ ملیں گے مگر ظاہری اخلاق جو Civilization کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اس کے اندر کوئی بقا نہیں۔ جب اس کے مفادات سے دوسرے کے مفادات ٹکراتے ہیں تو وہ خلق محض ایک فلم سی دکھائی دیتا ہے جھلی سی جو اس کے وجود پر تھی اور فوراً پھٹ جاتی ہے۔ بڑی بڑی معزز قومیں ہیں' بڑی بڑی مہذب قومیں ہیں جن کے مفادات جب کسی غریب قوم سے بھی ٹکرائیں تو ساری اخلاقیات کی جھلی پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتی ہے اندر سے ایک وحشی درندہ نکلتا ہے اس کے ناخن جو پہلے اندر چھپے ہوئے تھے انگلیوں کے اندر دبے ہوئے تھے وہ باہر نکل آتے ہیں' اس بھیڑیئے کی طرح جو ایک کہانی میں ایک بچے کی نانی بن کر بیٹھا ہوا تھا اور جب وہ اس کے قابو آیا تو پھر اس کے ناخن باہر نکلے پھر اس کے دانت باہر نکلے اور اس کی اصلیت تب ظاہر ہوئی۔ پس جن اخلاق حسنہ سے آپ متاثر ہیں جو خدا کے بغیر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر ایمان کے بغیر بھی دنیا کو ہلکے پھلکے سے اخلاق میسر ضرور آتے ہیں لیکن جب بھی ان کے طبعی نفسی تقاضوں سے ان اخلاق کا ٹکراؤ ہو تو ان کے اخلاق پارہ پارہ ہو کر بکھر جاتے ہیں غریب قومیں جن کے اندر خون کا قطرہ بھی باقی نہیں ان کے خون کو بھی چوسنے کے لئے وہ اسی طرح دانت تیز کرتے ہیں جیسے امیر قوموں سے دولتیں لوٹنے کے لئے تیز کرتے ہیں۔ اب افریقہ کا کیا حال ہے کئی جگہ افریقہ کے ممالک کا یہ حال ہو چکا ہے کہ جیسے انیمیا کی آخری صورت ہو اس کے بعد ان کو خود خون کے ٹیکے دے کر ان کو زندہ کرنا پڑتا ہے تاکہ یہ زندہ ہوں تو پھر ہم دوبارہ اس کمائی سے جو یہ خود کرے اپنا خون واپس لیں اور اس سے بھی زیادہ سود در سود واپس لیں۔ یہ اخلاق حسنہ ہیں؟ یہ ہرگز اخلاق حسنہ نہیں۔ کلام الٰہی کی تعریف کے مطابق آنحضرت ﷺ کو خدا نے جو تعلیم بخشی جس خلق کا آپؐ نمونہ بنے اس کے متعلق تفصیلی گفتگو کا تو وقت نہیں مگر یاد رکھیں اس کا مرکزی نقطہ یہ ہے (۔) کبھی کسی پہ احسان نہ کر اس نیت کے ساتھ کہ تو اس سے کچھ زیادہ لے گا' اس کے بدلے تجھے فائدہ پہنچے گا۔

پس آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا اگر کوئی خلاصہ ہو سکتا ہے تو یہ ہے کہ آپؐ کا دینے کا ہاتھ ہمیشہ اوپر رہا ہے۔ کبھی اس نیت سے ایک ذرہ بھی آپؐ نے کسی پر احسان نہیں فرمایا کہ یہ بعد میں میرے کام آجائے گا ہو سکتا ہے کسی وقت اس کی ضرورت پڑ جائے یا ہو سکتا ہے یہ امیر ہو جائے تو میں اس کی دولت سے فائدہ اٹھاؤں۔ یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں۔ (کلام الٰہی) نے جو اخلاق کی تعریف فرمائی ہے اس میں ایک یہ نکتہ' اور اور بھی بہت سے ہیں۔ وہ اخلاق فاضلہ کو جو حقیقی اخلاق ہیں جو اللہ سے وابستہ ہیں جو صرف ایمان والوں کو نصیب ہوتے ہیں ان کو دنیا کے اخلاق سے اس طرح ممتاز کر دیتے ہیں کہ دونوں مختلف وجود بن جاتے ہیں ان کی نوع بدل جاتی ہے دنیا کے اخلاق ان اخلاق حسنہ کے مقابل پر جو (کلام الٰہی) سکھاتا ہے جو محمد رسول اللہ کو عطا ہوئے' کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے گویا وہ اخلاق ہی نہیں ہیں۔ وہی مثال ان پر آتی ہے کہ ؎

رات محفل میں تیرے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے مونہہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا

یہ اگر حقیقت میں شعر کسی ذات پر صادق آتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ کے چہرے پر صادق آتا ہے۔ وہ اخلاق حسنہ جو آپؐ سے وجود میں آئے' آپؐ سے ظاہر ہوئے خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ ان اخلاق کو دیکھ کر دنیا کے اخلاق کے چہرے کو دیکھیں تو کہیں نور دکھائی نہیں دے گا۔ تمام نور کا مجمع' تمام نور جس پر مرتکز ہو گیا جو منبع بھی بنا جس سے نور پھوٹا اور پھر اسی میں نور مرکوز ہو گیا وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا حسن ہے (۔)

ایک ہی وجود ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۔) اے محمدؐ تیرا قدم اخلاق کی چوٹی پر واقع ہے۔ تو منزل بہ منزل اخلاق میں نہیں بڑھ رہا اخلاق تیرے قدموں کے نیچے ہیں۔ یہ ویسا ہی محاورہ ہے جیسے جنت ماں کے قدموں میں نیچے ہے۔ اگر تم نے اخلاق سیکھنے ہیں تو محمد رسول اللہ کے قدم چومو کیونکہ وہیں سے تمہیں اخلاق ملیں گے۔ اخلاق کی ہر بلند سے بلند چوٹی آپؐ نے سر کر لی ہے اور اس چوٹی پر آپؐ فائز ہیں۔ پس یہ وہ اخلاق ہیں جن کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے زبان خاموش سے بھی دی اور کلام الٰہی نے اس زبان خاموش کی بات خوب کھول کر آپ تک پہنچائی۔ وہ باتیں جو حضرت محمد رسول اللہ کے انکسار کی وجہ سے آپؐ کی فطرت میں مخفی حسن کے طور پر تھیں (کلام الٰہی) نے اسے خوب کھول دیا' تصریف آیات کی' ایک پہلو بھی ایسا نہیں رکھا جو دنیا پر روشن نہ کر دیا گیا ہو۔

حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں "جب تک خدا کسی کے دل کے دروازے نہ کھولے کوئی کچھ نہیں کر سکتا' دلوں کے دروازے کھولنا خدا تعالیٰ کا کام ہے جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو انسان کی دوستی اور بہتری منظور ہوتی ہے تو خدا انسان کے دل میں ہی ایک واعظ کھڑا کر دیتا ہے۔" کیسی گہری عرفان کی بات ہے۔ جب تک دل میں خدا واعظ نہ کھڑا کرے اس وقت تک بیرونی بات انسان پر کچھ بھی اثر نہیں کر سکتی۔ اثر کرتی ہے تو نفس کی آواز بن کر اثر کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا فطرت کا گہرا راز ہے جسے لوگ کم سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ باہر کی بات نے ہم پر اثر کیا' باہر کی بات جب تک نفس کے اندر سے ایک ہم نوا نہ پیدا کر دے اس آواز کی تائید میں دل نہ بول اٹھے اس وقت تک بیرونی آواز کوئی بھی اثر نہیں کر سکتی جیسا کہ غالب نے کہا ہے کہ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

(۔)

حضرت (بانی سلسلہ) نے دیکھو کیسے راز کی بات بیان فرمائی جب تک تمہارے دل میں کوئی بات ایک واعظ نہ اٹھا دے' تمہارے دل کے اندر سے ایک نصیحت کرنے والا نہ اٹھ کھڑا ہو اس وقت تک تمہیں بیرونی بات کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور کیسے پیارے انداز میں بیان فرمایا "جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں" دل عش عش کر اٹھتا ہے حضرت (بانی سلسلہ) کی تحریروں کو پڑھتے ہوئے۔ کیسا پیارا فقرہ ہے "جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں" تو کیوں نہ اپنے اچھے دنوں کے لئے دعا کرو کیوں نہ خدا سے التجا کرو کہ ہمارے دن پھیر دے اور ہمارا دل بے اختیار کہہ اٹھے کہ ہمارے اچھے دن آگئے بہار کا سماں پیدا ہو تو پھر کونپلیں ضرور پھوٹیں گی پھر اندر کا واعظ ضرور بیدار ہو گا۔

فرماتے ہیں "اور جب تک خود انسان کے اندر یہ واعظ پیدا نہ ہو تب تک بیرونی واعظوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔" وہی بات ہے جو اللہ کا احسان ہے کہ میں آپ کے سامنے پہلے بھی پیش کرتا رہا ہوں مگر حضرت (بانی سلسلہ) کے الفاظ میں سن کر تو اس کا لطف ہی اور ہے کیسے دلکش' کیسے حسین' کیسے گہرے سچے انداز سے آپ نے بیان فرمایا تب تک بیرونی واعظوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا جب تک اس کے اندر سے ایک واعظ نہ پیدا ہو "مگر وہ کام خدا کا ہے ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام صرف بات کا پہنچا دینا ہے تصرف خدا کا کام ہے (۔) دیکھیں اس (کلام الٰہی) کے گہرے فلسفے کے ساتھ کس طرح آپ کا کلام وابستہ ہے ساتھ ساتھ چل رہا ہے (۔)

فرماتے ہیں۔ "تصرف خدا کا کام ہے ہم اپنی طرف سے بات کو پہنچا دینا چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں" اور بات پہنچانے میں کتنی ذمہ داری ہے اور کتنا خدا کا خوف ہے۔ "ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں" کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا اسی واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے" (۔) واقعی حضرت (بانی سلسلہ) نے (۔) سیکھنے اور سکھانے کے خوب رنگ سیکھے اور جو حق تھا وہ خوب پورا کر دیا۔

پھر حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں۔ "ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں ہیں۔" اگر یہ وہم ہو کہ بڑے بڑے کھلاڑی' بڑے بڑے باکسنگ کرنے والے' بڑے بڑے کشتیاں لڑنے والے جماعت میں آئیں گے تو جماعت کی عزت افزائی کا موجب بنیں گے تو فرماتے ہیں اس وہم کو دل سے نکال دو ہمیں ان پہلوانوں کی ضرورت نہیں ہے "بلکہ ایسی وقت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔" اب دیکھیں فقرے کتنے سچے' کتنے محتاط ہیں یہ نہیں فرمایا جو عظیم اخلاق والے آ جائیں۔ عظیم اخلاق والے بنیں گے کیسے فرمایا جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ آپ سارے' میں' آپ ہم سب اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ ساری جماعت جو حضرت (بانی سلسلہ) کو اپنا امام مان بیٹھی ہے کہ خدا کا مقرر کردہ امام ہے ایک بھی نہیں جو اس کلام سے باہر رہ جائے ورنہ اگر آپ یہ فرماتے کہ عظیم اخلاق حسنہ والے (۔) کامل اخلاق کے رنگ اختیار کرنے والے چاہئیں تو ہم میں سے بھاری اکثریت ایسی ہوتی جو سمجھتی کہ ہم مخاطب ہی نہیں ہم کہاں اور یہ ایسے اخلاق والے کہاں۔ اور بہت سے جو اپنے آپ کو سمجھتے وہ بے وقوف ہوتے۔ ان کو محض وہم ہوتا کہ وہ صاحب اخلاق ہیں اور ان کا تکبر ان کو اس جماعت میں داخل ہوتا ہوا دکھاتا مگر حضرت (بانی سلسلہ) کا کلام دیکھو کس طرح ایک فیض عام بن گیا ہے۔ ہر احمدی چھوٹا بڑا' مرد عورت' بچہ سب اس میں داخل ہو گئے۔ فرمایا ہمیں کوشش کرنے والے چاہئیں تو کوشش تو شروع کریں۔ اور وہ کوشش کیسے شروع کی جائے

اس کے گُر بھی حضرت (بانی سلسلہ) ہمیں خوب کھول کھول کر سمجھاتے ہیں۔ "یہ ایک امر واقعہ ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں، نہیں اصل بہادر وہی ہے جو تبدیلی اخلاق پر مقدرت پاوے۔" کوشش کرے اور پھر چھوڑے نہیں یہاں تک کہ اس کی طاقت بڑھ جائے یہاں تک کہ وہ اس بات کا اختیار حاصل کرلے خدا تعالیٰ سے کہ اپنے اخلاق کو تبدیل کر دکھاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔"

پھر حضرت (بانی سلسلہ) ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔" پہلے حوالے کے بعد اب جو یہ حوالہ پڑھ رہا ہوں اس مقصد کی خاطر، آپ کو سمجھانے کے لئے کہ آپ اگر کوشش کریں گے تو ضرور کامیاب ہوگی۔ کیونکہ یہ کوشش ہواؤں کے رخ کی کوشش ہوگی اگر ہوا کے رخ کے مقابل پر آپ دوڑ لگانے کی کوشش کریں تو بسا اوقات آپ کی کوشش ناکام ہو جائے گی۔ بعض دفعہ مخالف ہوا کے جھونکے تو انسان کو اٹھا کر پیچھے کی طرف دھکیل دیتے ہیں ایسے سائیکل چلانے والے آندھیوں میں جو سائیکل چلاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ پورے زور سے آگے بڑھ رہے ہیں سائیکل دھکیل کے پیچھے جاپڑتا ہے مجھے بھی خود اس کا تجربہ ہو چکا ہے بعض دفعہ بسوں کو آندھیوں کی تیزی روک کر پیچھے کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

تو حضرت (بانی سلسلہ) نے جو فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے۔ آسمان سے ہوائیں چل پڑی ہیں کہ تمہیں اخلاق حسنہ عطا کریں۔ اب تم کس تردد میں مبتلا ہو اب کیوں رکتے ہو۔ کوشش کرو اور یقین رکھو کہ تمہاری کوششیں ان آسمانی ہواؤں کے رخ پر چلنے کے نتیجے میں کامیاب ہوں گی جن کو چلانے کا خدا نے فیصلہ فرمالیا ہے۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جاوے"

پس ایسے لوگ لازماً جدا ہو جاتے ہیں اگر غالب ماحول ان کے مزاج کے مخالف ہو وہ زیادہ دیر ساتھ چل نہیں سکتے۔ اکثر اس دور میں، فتنوں کے دور میں جو (منحرف) ہوئے ہیں وہ تمام تر وہی لوگ تھے جو جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کی راہوں میں چل سکتے ہی نہیں تھے، پہلے ان کے پردے ڈھکے ہوئے تھے کیونکہ کوئی ابتلا نہیں تھا، کوئی آزمائش نہیں تھی۔ وہ سمجھتے تھے جماعت کا ممبر بننے سے ہمیں فائدے ہی ہیں لیکن جہاں مخالفت کی آندھیاں چلی ہیں ان کا کوئی نام و نشان بھی باقی نہیں رہا جڑوں سے اکھیڑے گئے۔ وہی ثابت قدم رہے جن کے اندر ایمان کی جڑیں مضبوط تھیں اور گہری تھیں جو (۔) ایک شجر کی صورت تھے کہ جڑیں زمین میں پیوستہ اور شاخیں آسمان میں خدا سے باتیں کرتی تھیں۔

پس آج کے دور میں حضرت (بانی سلسلہ) کی جماعت سے ان لوگوں کا نکلنا جن کے نکلنے کی (بانی سلسلہ) نے تمنا فرمائی ہے آپ کے اخلاق حسنہ کے نتیجے میں ہوگا۔ اگر جماعت کے رنگ بدل جائیں ساری جماعت اعلیٰ اخلاق پر قائم ہو جائے تو یہ چند بدکردار اور بدخلق لوگ ایسی جماعت میں رہ ہی نہیں سکتے۔ ان کے مزاج اور ہوں گے، ان کا ماحول بدل چکا ہوگا۔ لیکن اگر آپ ان کو اپنے اندر پناہ دیں اگر بدتمیز اور بدخلق انسان کو جو اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے جو اپنے بچوں پر ظلم کرتا ہے آپ اگر پیار کی نظر نہیں ڈالتے تو اس کو قبول کی نظر سے دیکھیں باہر آئے تو آپ کی سوسائٹی میں اسی طرح کھلے بانہوں سے اس کا استقبال ہو جیسے ایک صاحب خلق کا ہوتا ہے تو یاد رکھیں آپ نے اس کو پناہ دے رکھی ہے۔ اور حضرت (بانی سلسلہ) فرمارہے ہیں اپنی پناہیں ایسے لوگوں سے اٹھالو، ان کو نکلنے دو، ان کے لئے اپنے اندر رہنے کی گنجائش ہی نہ چھوڑو۔

پس اپنے اخلاق کو اتنا ترقی دو کہ بدخلق اجنبی دکھائی دینے لگیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب آپ اجنبی تھے یعنی اس سوسائٹی میں جو بدکردار ہو چکی ہے۔ اب ایسے غالب آجاؤ اپنے خلق حسنہ میں کہ بدکردار لوگ اجنبی دکھائی دینے لگیں اور وہ تمہارے وطن چھوڑ کر اپنے نئے وطنوں کی طرف روانہ ہوں۔ (نقل مکانی) بعض دفعہ دو طرفہ رخ رکھتی ہے پہلے انسان خدا کی خاطر گندے لوگوں سے (نقل مکانی) کرکے خدا کی جانب بڑھتا ہے پھر اس کے گرد ایک شہر آباد ہونے لگتا ہے جس کی طرف سب اچھے لوگ کھچے چلے آتے ہیں۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت نے کیا ثابت کیا بعینہٖ یہی تو بات تھی۔ اپنے وطن، اپنی قوم، اپنی دنیاوی عظمتوں اور جائیداد اور مال و منال کو سب کچھ ترک کرکے آپ ہجرت کرتے ہوئے ایک لق و دق صحرا میں آپہنچے اور اپنے موعود بیٹے کو اور اس کی ماں کو وہاں آباد کردیا۔ اب دیکھو تمام دنیا سے دور دور سے کس طرح لوگ اس شہر کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ وہ آماجگاہ ہو گیا ہے نیکیوں کی کیونکہ حج میں یہ لازم ہے کہ اپنے بدی کے کپڑے اتار پھینکو اور ایک سادہ غریبانہ چادر میں ملبوس ہو جاؤ جو بے داغ چادر ہو یہ تمہیں سمجھانے کی خاطر کہ اللہ کو ایسی ہجرتیں قبول ہیں۔ تو ایک مہاجر نے دیکھو کیسی ہجرتیں پیدا کردیں۔ کتنے ہزار سال پہلے کی بات ہے اور آج تک خانہ کعبہ کی طرف ساری دنیا سے لوگ کشاں کشاں کھچے چلے آتے ہیں۔ وہی رنگ لیتے ہوئے وہی رنگ اپناتے ہوئے۔

اب یہ اللہ کی طرف سے نصیب کی بات ہے۔ انہیں مقام ابراہیمؑ نصیب ہوتا ہے یا نہیں یہ ان کی نیتوں کا حال جانے مگر خدا کے حضور اس طرح حاضر ہونے والے کا کوئی نمونہ دنیا میں آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ ظاہری طور پر اپنی بدیوں کو چھوڑتے ہوئے آتے ہیں اگر واپس بدیوں کی طرف لوٹ جائیں تو ان کا نصیبہ۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کے اس شہر کو از سر نو آباد کیا ہے اور وہ رونقیں بخشی ہیں جو رونقیں اس شہر کو چھوڑ چکی تھیں۔ پس یہ ہجرتیں ہیں۔ ایک نیکیوں کی ہجرت ہے اور ایک بدیوں کی ہجرت ہے، ایک موقع ایسا بھی آیا تھا جب آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے وہ ساری نیکیاں جو ابراہیمؑ کی وجہ سے اس شہر میں مجتمع ہو گئی تھیں ایک ایک کرکے روانہ ہوئیں نہ توحید رہی، نہ اخلاق حسنہ، نہ صفات باری تعالیٰ کا کوئی مظہر، سارا مکہ ویران ہو گیا۔

تب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پہلی ہجرت کی ہے پھر اور یہ ہجرت ابراہیمؑ کی ہجرت سے بہت زیادہ شاندار اور بہت زیادہ بقاء رکھنے والی ہجرت تھی۔ وہ ساری خوبیاں مکے میں لوٹ آئیں، وہ توحید کی آماجگاہ بن گیا۔ ہر حسن وہاں سے پہاڑی چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔ آب زم زم میں پاکیزگی پیدا ہو گئی اور سچائی کا پانی بن گیا۔ یہ وہ ہجرت ہے جو پھر اپنے عقب میں اور ہجرتیں لے کر آیا کرتی ہے۔ پس آپ کا فرض ہے بداخلاقی کے شہر سے (نقل مکانی) کر جائیں اور اخلاق حسنہ (۔) کی طرف روانہ ہوں اور یقین رکھیں کہ آپ میں سے ہر ایک کی (نقل مکانی) اپنے پیچھے فوج در فوج بنی نوع انسان کو کھینچے لئے چلی آئے گی پھر یہ شہر ایک شہر نہیں رہتا یہ ساری دنیا میں تبدیل ہو جایا کرتا ہے زمین کے کناروں تک شہرت پاتا ہے۔

پس خدا کرے کہ ہمیں یہ توفیق نصیب ہو کہ ہم ان کھوئے ہوئے اخلاق حسنہ کو (۔) پھر حاصل کر سکیں اپنے وجود کا حصہ بنالیں اپنے گھر کو چمکائیں۔ جگنو کی طرح اگر تھوڑے سے ماحول کو نہیں تو اپنے قریب رہنے والی بیوی کو تو پتہ چلے کہ آپ کے اندر کوئی نور ہے۔ اپنے گھر میں بسنے والے بچوں اور بچیوں کو تو یہ محسوس ہو کہ ہاں نور کا ایک آسمان سے شعلہ اترا ہے، نور کا ایک کرشمہ ہے جو ہمارے گھر میں پیدا ہو گیا ہے۔ یہ نور اگر گھروں میں نہیں دیکھیں گے اگر گھر اندھیرے اور ویران رہیں گے اگر اپنے ماحول میں آپ بدخلق رہیں گے بدتمیز رہیں گے گالیاں دینے میں جلدی کرنے والے ہوں گے اگر زبان پاک اور صاف نہیں ہوگی اگر بخشش سے ناواقف ہوں گے اگر حوصلہ آپ کے قریب تک نہ پھٹکے تو پھر دنیا کو آپ کیسے تبدیل کریں گے۔

خدا کرے کہ ان حقائق کو ہم دیکھیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، سمجھیں، سوچیں اور کامل یقین کے ساتھ کہ اگر ہم کوشش کریں گے تو آج خدا کی مرضی ہے کہ ہم ایسے ہی بن جائیں ہماری کوششیں ضرور کامیاب ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

شیخ خورشید احمد — الفضل 23 مارچ 1995ء

فکر و نظر

بھارت کے مشہور کانگرسی راہ نما اور وہاں کے سابق گورنر جنرل مسٹر راجگوپال اچاریہ نے ناگپور یونیورسٹی میں نوجوان گریجوایٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرا عقیدہ ہے اور تاریخ میرے اس عقیدے کی شاہد ہے کہ جب تک زندگی میں مذہب اور اخلاقی پاکیزگی کو نمایاں حصہ نہ دیا جائے گا۔ اور زندگی کے ہر شعبہ کو اسی معیار سے جانچا اور پرکھا نہ جائے گا۔ انسان اور سماج کی مصیبتوں پریشانیوں اور الجھنوں میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔"

آپ نے مزید فرمایا:۔

"آج شک و شبہ کے دور میں یہ کہنا آسان ہے کہ خدا کا وجود نہیں یا روحانیت کی دنیا کو ضرورت نہیں مگر ٹھوس حقیقت یہی ہے کہ اصلی مسرت اور اطمینان کا راستہ یہی ہے..... مذہب ایک زندہ طاقت ہے۔ جو بے آسرا کو آسرا نا امید کو امید اور سہارا دیتی ہے۔ اس طاقت کو حقیر یا بے کار نہ سمجھئے۔ آج دنیا ایک مہیب اور ہولناک کش مکش سے دوچار ہے۔ اور انسانیت کو زبردست خطرہ لاحق ہے اگر امید کی کرن کہیں بھی نظر آتی ہے تو وہ مذہب اور روحانیت ہی کے سایہ میں ہے۔"

(صدق جدید 4۔ مارچ 1955ء)

یہ ایک بڑی ہی سچی اور قابل قدر نصیحت ہے جو گویا کلام الٰہی کے ان الفاظ ہی کی توضیح و تشریح ہے کہ خوب جان لو کہ دلوں کی تسکین اور اطمینان کا واحد ذریعہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی ہے۔

دہریت و مادیت کے اس دور میں ایسی نصیحت اور پھر وہ بھی ایک غیر مسلم کی زبان سے یقیناً یہ ثبوت ہے اس بات کا مذہب کی ضرورت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی جستجو فطرت کی ایک آواز ہے۔ یہ ایک انسانی تقاضا اور تڑپ ہے۔ ایسا تقاضہ اور ایسی تڑپ جسے کفر و الحاد کے ہزاروں پردے بھی چھپا نہیں سکتے۔

اگر ایک غیر مسلم فکر و تدبر کے ذریعہ اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ "امید کی کرن" مذہب اور روحانیت ہی کے سایہ میں ہی نظر آسکتی ہے" تو یقیناً ایک سچے موحد کے دل میں تو مذہب کی قدر و قیمت اور روحانیت کا احترام اس سے ہزاروں گنا زیادہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ دین حق کا حامل ہے اسے کلام الٰہی جیسی عظیم الشان آسمانی روشنی حاصل ہے۔ جو شکوک و شبہات کو دور کرکے انہیں کامل اور زندہ یقین سے منور کرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتی ہے۔

(23۔ مارچ 1957ء)

دنیا کی عظیم شخصیات

ہر انسان جو ترقی کا خواہش مند ہے وہ اپنے لئے کسی نہ کسی بڑی شخصیت کو اپنے سامنے رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ سیاسی ہو یا سماجی، معاشرتی ہو یا معاشی، انسانی فطرت چاہتی ہے کہ کوئی بڑا شخص اس کی انگلی پکڑ کر اسے آگے چلائے۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس کی زندگی کو کامیاب بنا دے۔ دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ بھی ہوئے ہیں اور بڑے بڑے مذہب کے میدان میں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے لوگ بھی۔ بعض لوگوں کی زندگی میں یہ بات بھی واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ وہ پہلے کیا تھے اور پھر کیا ہو گئے۔ ان کی زندگی نے اس طرح پلٹا کھایا کہ وہ بالکل مختلف شخصیت بن گئے یہ بات بھی عوام الناس کے لئے ایک امید کا پیغام ہے کہ انسان چاہے کچھ ہی ہو اسے مایوس نہیں ہونا چاہئے وہ اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا سکتا ہے۔

اس وقت ہمارے پیش نظر دنیا کی جو عظیم شخصیت ہے ان کا اسم گرامی عمرؓ ہے اور لقب فاروق آپ کے والد محترم کا نام خطاب تھا۔ اس لئے آپ عمر بن الخطاب کے نام سے مشہور ہوئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آٹھویں پشت میں جا کر آپ کا سلسلہ نسب رسول اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے کارہائے نمایاں ساری دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جن کے ہاتھ میں ضمام اقتدار ہو اور وہ دنیا کے لئے بھلائی کے کام کرنا چاہتے ہوں۔ جو ایک مستحکم نظام کے ماتحت لوگوں کی زندگیاں سنوارنے کا فریضہ ادا کرنا چاہتے ہوں۔

آپ کی ولادت 583ء میں مکہ میں ہوئی اور آپ نے ابتداء رسول کریم ﷺ کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا۔ کہا جا سکتا ہے کہ آپ شدید ترین دشمنوں میں سے تھے بلکہ اس دشمنی کا وہ اس طرح اظہار کرنا چاہتے تھے۔ کہ ان کی خواہش تھی کہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ان کے ساتھی بھی اپنے رنگ میں بڑی بڑی عظیم شخصیات تھیں اور تھیں وہ سب کی سب رسول کریم ﷺ کی مخالفت میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھ رہی تھیں۔ حضرت عمر بن الخطاب نے جب یہ فیصلہ کر لیا کہ اس جھگڑے کو فوری طور پر نبٹایا جائے اور رسول کریم ﷺ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے تو آپ گھر سے نکلے یہ عزم لئے ہوئے کہ آج وہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہ ملے اور جب انہوں نے پوچھا کہ کیا ارادہ لے کر کہاں جا رہے ہیں اور حضرت عمر نے اپنے دل کی بات انہیں بتا دی تو حضرت نعیم بن عبداللہ کہنے لگے کہ جس کام کے لئے جا رہے ہو اس سے پہلے یہ تو پتہ کر لو تمہارے گھر والوں میں سے کون کون ان کے ساتھ مل چکا ہے۔ خاص طور پر انہوں نے حضرت عمر کی بہن کا ذکر کیا اور ان کے بہنوئی کا بھی کہ وہ رسول کریم ﷺ کے پیروکار ہو چکے ہیں۔ بھلا یہ بات حضرت عمر کس طرح ٹھنڈے دل سے سن سکتے تھے۔ اور رسول کریم ﷺ تک پہنچنے سے پہلے وہ ان کا خاتمہ کیوں نہ کر دینا چاہتے تھے جو ان کے پیروکار بنے تھے۔

وہ اپنی ہمشیرہ کے گھر گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا وہ واقعی رسول کریم ﷺ کے پیروکار ہو چکے ہیں۔ جواب ملنے پر انہوں نے اپنے بہنوئی کو خوب مارا پیٹا۔ جب اپنے خاوند کو چھڑانے کے لئے ان کی بہن آگے بڑھیں تو انہوں نے ان کو بھی مارا۔ اور اس وقت مار کھاتے ہوئے ان کی بہن نے کہا کہ ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں تم سے جو کچھ بن پڑتا ہے۔ کر لو۔ اور یہ بھی اپنی بات میں اضافہ کیا کہ کیا تم ہمیں اس لئے مارتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں۔ باقی کسی بات کا تو حضرت عمر پر اثر نہ ہوا لیکن یہ سن کر کہ کیا تم ہمیں اس لئے مارتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں آپ شرمندہ سے ہو گئے اور کہنے لگے اچھا جو کتاب تم پڑھ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔ بہن نے وہ کتاب دکھانے سے پہلے کہا کہ تم اسے چھو نہیں سکتے۔ اپنے آپ کو پاک صاف کرو۔ پھر اسے چھونا۔

غرض وہ اس واقعے کے بعد جب رسول کریم ﷺ کے دروازے پر پہنچے اور آواز دی تو بعض رفقاء نے یہ عرض کی کہ عمر معلوم ہوتے ہیں۔ دروازے پر نہ جائیں۔ لیکن رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ خود جا کر دروازہ کھولیں گے۔ دروازہ کھولا اور دیکھا تو سامنے حضرت عمر کھڑے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ عمر کیا ارادہ لے کر آئے ہو۔ چنانچہ یہ سنتے ہی حضرت عمر کہنے لگے آپؐ کی اطاعت کا ارادہ لے کر آیا ہوں۔ آپ پر ایمان لے آیا ہوں چنانچہ ان کی کایا پلٹ گئی اور وہ رسول کریم ﷺ کے پیروکاروں میں شامل ہو کر آپ کے ایسے فدائی بنے کہ ویسے فدائی بہت کم تھے۔

جب آپ کو رسول اکرم ﷺ کی خلافت کا موقعہ ملا اور آپ نے دس سال تک آپ کی خلافت کی۔ تو حکومت میں خاصی وسعت پیدا ہوئی۔ اور بتایا جاتا ہے کہ بائیس لاکھ مربع میل تک یہ حکومت پھیل گئی۔ اس کے انتظام کے لئے آپ نے صوبے قائم کئے۔ صوبوں کے گورنر مقرر کئے اور نظام حکومت چلانے کے سلسلے میں مفصل ہدایات دیں۔ حضرت عمر بن الخطاب کی یہ ہدایات آج بھی دنیا کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہیں۔

(ن-س)

خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محمد سرور

برطانوی تاریخ کے پہلے مسلمان رکن پارلیمنٹ

برطانیہ کی تاریخ کے پہلے مسلمان رکن پارلیمنٹ محمد سرور کی زندگی کے بارے میں لندن ٹائمز نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جسے روزنامہ جنگ کے کالم نگار اسداللہ غالب نے اپنے کالم "انداز جہاں" میں شائع کیا ہے۔ اس میں سے ایک حصہ ذیل میں روزنامہ جنگ 24 مئی کی اشاعت کے شکریہ کے ساتھ درج ہے۔ (ادارہ)

لندن ٹائمز نے محمد سرور کی نجی زندگی کی تفصیلات ایک الگ رپورٹ میں پیش کی ہیں۔ اخبار کا سکاٹ لینڈ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ محمد سرور 1952ء میں انتہائی غربت کے ماحول میں پاکستان میں پیدا ہوا۔ وہ چار سال کا تھا کہ اس کا باپ قسمت آزمائی کے لئے سکاٹ لینڈ چلا گیا۔ اگلے 17 برس میں محمد سرور نے اپنے باپ کو صرف ایک بار دیکھا لیکن خاندان کو اس کے چیک باقاعدگی سے ملتے رہے۔ سرور کا باپ کپڑے بیچنے کا کاروبار کرتا تھا۔ 1973ء میں محمد سرور کے باپ نے اپنے خاندان کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اس وقت سرور کی عمر 22 برس کی تھی۔ برطانوی قانون کے تحت سرور کنبے کا زیر کفالت فرد نہیں تھا اس لئے اسے پاکستان ہی میں رہنا پڑا۔ تین سال بعد اس کا چچا پاکستان گیا اس کی 17 سالہ بیٹی پروین اس کے ہمراہ تھی جس کی سرور کے ساتھ شادی کر دی گئی۔ اس طرح سرور کو برطانیہ آنے کی اجازت ملی۔ نوبیاہتا جوڑے کو اگلے دس برس تک آرام کی مہلت نہ ملی۔ دونوں صبح 9 بجے سے شام 7 بجے تک ہفتے کے سات دن خاندان کی دکان پر کام کرتے تھے۔ یہ دکان پورے خاندان کی گزر بسر کے لئے کافی نہ تھی۔ سرور اور اس کا بھائی رمضان نئے مواقع کی تاک میں رہے۔ ایک مقامی انڈے کے تھوک تاجر کا بزنس خراب ہوا تو دونوں بھائیوں نے اس کا سارا مال اٹھا لیا اور وہ شہر کی دکان پر انڈے تقسیم کرنے لگے۔ یہیں سے دونوں بھائیوں کی یونائیٹڈ کیش اینڈ کیری کی ابتداء ہوئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ کاروبار پھولتا پھلتا چلا گیا اور اس کی سالانہ فروخت 80 ملین پونڈ تک پہنچ گئی۔ سرور اور ان کی بیگم کا اس بزنس میں آدھا حصہ ہے لیکن بیگم سرور کا کہنا ہے کہ وہ کروڑ پتی نہیں ہیں "ہم آرام میں ہیں لیکن کروڑ پتی ہونے کی بات بکواس ہے۔ ان کے چار بچے ہیں جو پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ سرور کا کہنا ہے کہ سیاست اس کی گھٹی میں پڑی ہے نو عمری کے زمانے میں میرے ذہن میں دنیا کو بدلنے کی امنگیں پیدا ہوئی تھیں۔ میں ان لوگوں کا ساتھ دینا چاہتا ہوں جو امیر اور غریب کے درمیان فرق کو کم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ 1967ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد پڑی محمد سرور 15 سال کا تھا وہ پی پی پی میں شامل ہو گیا۔

سکاٹ لینڈ میں وہ پارٹی کا صدر بن گیا۔ اس عہدے پر وہ 1992ء تک فائز رہا۔ اس سال وہ گلاسگو کے ایک شہری حلقے سے کونسلر منتخب ہوا وہ لیبر پارٹی میں دس سال سے شامل تھا۔ 1995ء میں ایک ووٹ کے فرق سے لیبر پارٹی نے اسے 97ء کے انتخابات کے لئے ٹکٹ جاری نہ کیا۔ سرور نے مخالف لیبر امیدوار پر دھاندلی کے الزامات لگائے۔ پارٹی کے ٹکٹ کے لئے دوبارہ انتخابات کرائے۔ اب کے اسے 82 ووٹوں کی اکثریت حاصل ہو گئی اس کے مخالفین نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ گلاسگو سے دوسری مرتبہ کونسلر کے انتخاب میں اسے کامیابی حاصل ہوئی تو مخالفین نے اس پر دھاندلی کے الزامات عائد کئے۔ لیبر پارٹی کو تحریری شکایات موصول ہوئیں لیکن کسی کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی۔ حالیہ عام انتخابات میں سرور کو شکست دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ مخالفین نے ووٹرز لسٹ کو چیلنج کیا اور الیکشن حکام نے سات ووٹروں کو بے قاعدگیوں کی وجہ سے فہرست سے خارج کر دیا۔ سرور کے حلقے میں 484 نئے ووٹوں کا اندراج ہوا جن میں سے 204 سرور کے وارڈ سے تعلق رکھتے تھے۔ انتخابات کے دوران یہ کہانی مشہور کی گئی کہ ایک شخص پولنگ سٹیشن پر پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ اس کا ووٹ ڈالا جا چکا ہے۔ یہ الزام بھی عائد کیا گیا کہ بعض ووٹر اپنے ایڈریس پر رہائش پذیر نہیں تھے۔ پولنگ کے دوران ان شکایات کی پولیس نے تحقیقات کی لیکن کسی فریق پر کوئی الزام عائد نہ کیا جا سکا۔ انتخابی مہم کے دوران لندن کے ایک موہن سنگھ نے سرور کے خلاف کسی قسم کا الزام سامنے لانے والے کے لئے دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ کی خطیر رقم انعام میں دینے کا اعلان کیا تھا اگرچہ ان الزامات کی تردید بھی کی گئی لیکن گلاسگو میں کوئی بھی سرور پر انگلی اٹھانے والا سامنے نہ آیا۔ یکم مئی کو سرور کو پہلے مسلمان برطانوی رکن پارلیمنٹ ہونے کا اعزاز ملا تو ایک بھونچال سا آ گیا۔ محمد سرور نے برطانوی دارالعلوم میں قرآن پر حلف لے کر ایک نادر مثال قائم کی۔ یہ سب کچھ بعض حلقوں کی برداشت سے باہر تھا۔ بالآخر سرور کے ایک حریف مسلمان امیدوار بدر اسلام کی زبانی اب ایک ایسا الزام لگایا گیا ہے جس پر سرور کا میڈیا ٹرائل شروع ہو گیا ہے۔ سرور اب تک کئی آزمائشوں سے سرخرو نکلا ہے لیکن اب اس کی قسمت میں کیا لکھا ہے اس کی پیش گوئی کرنا مشکل ہے۔ انتخابی کامیابی کے ہنگامے میں میں نے سرور کو فون پر تلاش کر لیا تھا لیکن ان سطور کو تحریر کرنے سے پہلے میں نے سرور کے تمام فون نمبروں پر تلاش کرنے کی کوشش کی جس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ گلاسگو کے گھر سے محمد سرور

باقی صفحہ 7 پر

الفضل کے مہمان

گزشتہ روز گوجرانوالہ سے چند احمدی خواتین اپنے ننھے منے بچوں کو ساتھ لے کر دفتر الفضل میں تشریف لائیں۔ ان کے ہمراہ جاوید اقبال انجم بھی تھے اور ان کے علاوہ غالباً اسی علاقے کے مربی بھی۔ چنانچہ الفضل کی تاریخ پر تھوڑی سی روشنی ڈالی گئی اور بچوں کے ساتھ خاص طور پر مربی کے ایک بچے کے ساتھ گفتگو کا اس طرح موقع ملا کہ اگرچہ تھا تو وہ چھوٹا سا مگر اس نے آگے بڑھ کر اپنی توتلی زبان میں سلام کیا اور میز پر رکھی ہوئی چیزوں کے ساتھ کھیلنے لگ گیا سب سے زیادہ اچھی چیز اسے گھنٹی لگی۔ مجھ سے اس نے پوچھا کہ مجھے گھنٹی بجانے دیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ ضرور بجائیں۔ جب گھنٹی بجائی اور دفتر کے ایک کارکن غلام رسول صاحب اندر تشریف لے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ اس بچے سے پوچھیں کہ یہ آپ سے کیا کہنا چاہتا ہے کیونکہ جب میں گھنٹی بجاتا ہوں اور آپ اندر آتے ہیں تو میں آپ سے کوئی کام کہتا ہوں۔ اب اس سے پوچھئے۔ بچہ کچھ ہچکچایا اور صرف یہی کہتا رہا کہ مجھے گھنٹی چاہئے۔ اس کے والد محترم نے اسے بتایا کہ گھنٹی کی فی الحال تو آپ کو ضرورت نہیں لیکن آپ جب بڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کسی دفتر میں ایسی جگہ پر کام کریں گے جہاں آپ کو دوسرے احباب کو بلانا پڑے تو آپ کو گھنٹی مل جائے گی۔ یہ بچہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ضد کرنے لگا کہ نہیں۔ مجھے ابھی گھنٹی چاہئے۔

باقی بچے اس سے چھوٹے تھے اور ماؤں نے اپنی گود میں اٹھائے ہوئے تھے۔ میں نے ان خواتین سے یہ درخواست کی کہ الفضل جماعت کا پرچہ ہے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سلطان القلم ہیں اس لئے آپ کچھ بھی جو آپ کا دل چاہے لکھ کر الفضل کو ضرور بھیجیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم سب سلطان القلم کی فوج کے سپاہی بن کر کسی نہ کسی طرح قلم کو کام میں لائیں۔ خواتین نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ واپس جاکر کچھ نہ کچھ لکھ کر الفضل کو بھیجیں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس جو بہنیں اور بھائی دفتر دیکھنے کے لئے آتے ہیں میں ان کو ضرور کہتا ہوں کہ وہ سلطان القلم کی قلمی فوج میں ضرور شامل ہو جائیں۔ خدا کرے کہ ہم سب اپنے قلم سے کام لینے لگیں۔ یہ قلم کا زمانہ ہے اور ہمیں قلم سے کام لینے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ (ن۔س)

آپ کا خط ملا

مکرم عمر حیات صاحب ربوہ سے لکھتے ہیں۔

چند روز قبل "الفضل" میں "پھر یادوں کی ہوا چلی" کے عنوان سے مکرم عبدالسمیع طاہر صاحب کے تاثرات شائع ہوئے۔ یہ مضمون پڑھ کر یوں محسوس ہوا کہ جیسے یہ میرے سامنے کی باتیں ہیں۔ کیونکہ میں بھی اس مادر علمی اور وہاں کے متین اور شفیق پرنسپل صاحب کی عنایات کا مورد رہا ہوں اور مجھے بھی مکرم میاں محمد افضل صاحب کی محبت اور شفقت حاصل رہی ہے۔ اور تب سے آج ربع صدی گزرنے کے بعد بھی "گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن لائل پور" میں میاں صاحب کا لطیف رعب اور شفیق دبدبہ کل کی بات معلوم ہوتی ہے۔

مکرم میاں صاحب کی شخصیت کا نمایاں ترین وصف ان کی متانت اور دھیما پن تھا دہلی اور لکھنؤ کے شرفاء کی سی شائستگی اور آداب ان کے مزاج کا غالب جزو تھا۔ اور یہ صفات ان کی پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ تدریس میں بھی شامل تھیں۔ ہم چند خدام کو بھی اپنے آفس میں اور کبھی گھر بلا کر کیسٹس کے ذریعے تعلیم اور ابلاغ کے طریقے سے روشناس کراتے۔

ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہمارے قیام کے دوران ہی میاں صاحب کو پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لئے ایک تعلیمی کانفرنس میں منیلا جانا پڑا۔ وہاں سے واپسی پر "لائل پور سے منیلا تک" کے عنوان سے کالج میں ایک شاندار سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں میاں صاحب نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد کے علاوہ اپنا نہایت خوبصورت اور دلنشیں سفرنامہ بھی بیان فرمایا۔ جو ان کی قوت مشاہدہ اور باریک بینی کا "منہ بولتا" ثبوت تھا۔

مجھ ناچیز پر مکرم میاں صاحب کی شفقت کالج کے بعد بھی جاری رہی۔ میں میانوالی میں بطور استاد ملازم تھا۔ میاں صاحب کسی کام سے میانوالی تشریف لائے۔ اور میرے تقاضے سے پہلے ہی مجھے ایک مجاز افسر کے پاس لے گئے۔ اور میری تبدیلی گھر سے نزدیک ایک سکول میں کرا دی۔

مکرم میاں صاحب صحیح معنوں میں ماہر تعلیم ہیں۔ اور کالج کا سربراہ ہونے کے باوجود آپ تدریسی کام بھی دلچسپی سے انجام دیتے۔

آپ کا انگریزی زبان سیکھنے کا طریقہ تو میں آپ کے حوالے سے بیسیوں مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔

آپ بھی سنیں۔ ..... انگریزی زبان کا کوئی معیاری رسالہ 'اخبار یا کتاب لے لیں۔ اس میں سے ہر روز ایک پیراگراف پڑھیں۔ پانچ نئے اور مشکل الفاظ ایک کاپی پر نوٹ کر لیں۔ ان الفاظ کے معنی ڈکشنری میں دیکھیں۔ اور ان الفاظ کو خالص اپنے فقرات میں استعمال کریں۔ یہ الفاظ آئندہ ساری زندگی کے لئے آپ کے ہو جائیں گے۔ صرف باقاعدگی شرط ہے۔ آج کل الفضل میں ان کی نگارشات باقاعدگی سے چھپ رہی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت اور قلم کو بہت برکت دے۔ اور علم کا یہ روشن مینار ملک و قوم کو علم کے نور سے منور کرتا رہے۔ آمین۔

○○○

مکرم منور شمیم خالد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ سے لکھتے ہیں۔

نہ جانے کس رسالہ کی ورق گردانی کرتے ہوئے کیسے جذبہ شوق نے جناب سہیل کی انگلی۔ غالب احمد پر رکھوائی یا راجہ غالب احمد پر رکوائی۔ اس "انگشت نمائی" کے نتیجہ میں قارئین الفضل کو پاکستانی ادب' ادیب اور ادبیات کے حوالہ سے ایک ٹھوس اور بھرپور معلومات افزاء انٹرویو ضرور نصیب ہو گیا۔ اس انٹرویو سے قبل کے تیس پینتیس سالوں پر محیط تعلق و تعارف تو محکمانہ نوعیت کا ہی رہا محترم راجہ صاحب سے جب آپ لاہور تعلیمی بورڈ کے سیکرٹری تھے۔ پھر سرگودھا بورڈ کے چیئرمین کی حیثیت سے تشریف لائے تو محکمانہ تعلق کے علاوہ ذاتی تعارف بھی حاصل ہوا۔ اور پھر جب اپنے وقت کے عظیم تعلیمی ادارہ۔ تعلیم الاسلام کالج۔ کی سالانہ تقاریب منعقد ہوتیں تو دور و نزدیک سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں سے رابطہ و تعلق ممکن ہو جاتا تھا۔ لیکن افسوس بعد کے حالات نے ایسی تمام بھرپور قسم کی تقاریب کو خواب و خیال ہی بنا دیا۔ بہرحال جناب غالب احمد صاحب جہاں بھی رہے ایک روشن

○

عطا ہوئی ہے جو نازک سی چاردیواری
بہت ہے میرے لئے اس قدر ہی دلداری

وہ جس کے مورچے سجدے ہیں تیر آنسو ہیں
تجھے نصیب ہوئی اس سپہ کی سالاری

ہر اک مکان سے بہتر یہ چادریں ٹھہریں
کہ کر رہی ہیں مرے روح و تن کی ستاری

شبِ طہور میں غم کے جلا رکھے ہیں دیئے
کہ شاید ایسے ہی روشن ہو میری بیداری

ہماری جان گریباں بدست پھرتی ہے
کہ یہ مدار سے بھٹکی ہوئی ہے بے چاری

مرے جنوں کوئی ایسا گناہ بھی کر دے
جو کر سکے سرِ محشر مری طرف داری

بس ایک جان ہی دینے پہ ناز ہے تجھ کو
ترے خیال میں کیا چیز ہے وفاداری

پھر آج ہجر کے ماروں کو نیند آ ہی گئی
کہ اک سکون میں ہے کائنات بھی ساری

آصف محمود باسط

خیال بہترین منتظم اعلیٰ کے طور پر آپ کی شخصیت کی چھاپ' اداروں پر مرتسم رہی۔ لیکن آپ کا مکمل تعارف تو جناب سہیل شوق صاحب کے انٹرویو کو پڑھنے کے بعد ہی ممکن ہوا۔ اس انٹرویو کے ذریعہ محترم راجہ صاحب کے ادبی مقام و مرتبہ کے علاوہ عصری ادباء و شعراء کے حال و احوال سے بھی آگاہی حاصل ہوئی اور بہت ساری نئی معلومات اور کیفیات "ہاتھ" لگیں۔ لیکن ان سطور کا محرک' وہ خواہش اور جذبہ ہے جو انٹرویو پڑھ کر قدرتاً دل و دماغ میں پیدا ہوا۔ اور وہ یہ کہ نہ صرف محترم راجہ صاحب اپنے تخلیقی مقالات' (جو مختلف جرائد و رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں) ان کو اکٹھا کر کے کتابی شکل میں سامنے لائیں بلکہ اپنے بے مثال عظیم المرتبت استاد مکرم حضرت قاضی محمد اسلم صاحب کے زندگی بھر کی علمی کاوشوں کے نچوڑ کے حامل' مضامین' مقالات/ تحریرات کو بھی کتاب کی صورت آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کرنے کا اہتمام فرمادیں۔ حضرت قاضی صاحب' تعلیم و تعلم کی قومی اور بین الاقوامی سطح پر پروفیسر کیو۔ ایم۔ اسلم Prof. Q. M. Aslam کے نام سے ایک جانی پہچانی شخصیت تھے' بلکہ ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ علم فلاسفہ' نفسیات اور خاص طور پر Applied Psychology کے خاص شعبہ میں تو آپ کی شخصیت اور کامیابیاں آنمکرم کو بانی ماہرین فن۔ کا مقام و مرتبہ عطا کرتی ہیں۔ اس حوالہ سے نئی نسلوں کو شعور آگاہی عطا کرنے کا فریضہ بہرحال راجہ غالب احمد جیسے قابل شاگردوں پر ہی عائد ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری نیک دعائیں اور تمنائیں ان کے ساتھ ہیں۔ باقی انٹرویو میں جن ادباء و شعراء کا ذکر آتا ہے خدا کرے کہ وہ سب اپنے علم اور قلم کو سچ اور حق کے ابلاغ کے لئے استعمال کرنے والے ثابت ہوں۔ ورنہ قلم اپنا تقدس اور حروف اپنا مفہوم کھو دیتے ہیں۔ بات کچھ طول پکڑ گئی ہے۔ لہٰذا معذرت کے ساتھ اجازت۔

○○○

بقیہ صفحہ 5

کی بیگم نے کہا سرور کا پتہ نہیں کہ کہاں ہیں۔ ان کا موبائل بھی گھر میں رکھا ہے اگر آپ اس گڑبڑ کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ خیر کرے گا۔

○○○

احمدیہ ٹیلی ویژن
انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

سوموار 2-جون 1997ء

12-00 اردو کلاس۔
1-00 بیت بازی۔ ربوہ بمقابلہ فیصل آباد
1-30 درس کلام الٰہی از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن (نمبر2) (1996ء)
3-30 چینی زبان سیکھئے
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ پروگرام واقفین نو سرگودھا
5-00 لقاء مع العرب
6-00 اراؤنڈ دی گلوب دست کاری نمائش 1997ء بجنہ اماء اللہ ڈیرہ غازی خاں
7-00 اردو کلاس
8-00 چینی زبان سیکھئے
9-00 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ 1-6-97
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ پروگرام واقفین نو سرگودھا
11-00 درس کلام الٰہی (نمبر2) (1996ء) از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن
12-30 بیت بازی ربوہ بمقابلہ فیصل آباد
12-45 لقاء مع العرب۔
1-50 اردو کلاس۔
3-00 احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس ایتھلیٹکس سپورٹس ریلی 1997ء
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت حدیث خبریں
4-30 نارویجین زبان سیکھئے
5-00 انڈونیشن پروگرام
6-00 بنگالی پروگرام
7-30 ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 ترکی پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری لطف الرحمٰن ناز صاحب ابن مکرم چوہدری ثناء اللہ شبلی صاحب بیمار ہیں ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم طاہر احمد صاحب نیازی ربوہ کو مورخہ 14۔ اپریل 1997ء کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرحان احمد نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم حافظ محمد اکرم صاحب سیکرٹری مال ضلع فیصل آباد کانواسہ اور مکرم شریف احمد خان صاحب نیازی ربوہ کا پوتا ہے۔ نومولود کی درازی عمر نیک و خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان دار القضاء

○ (مکرم مجیب احمد طاہر صاحب بابت ترکہ مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح)

مکرم مجیب احمد صاحب طاہر ابن مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح ساکن مکان نمبر 19/7 محلہ دار العلوم غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد، بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ ان کی ذاتی امانت تحریک جدید نمبر 8/134 میں مبلغ 9812/96 روپے موجود ہیں۔ یہ رقم مجھے ادا کردی جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ محترمہ آمنہ صدیقہ صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم مبین احمد صاحب (پسر)
3۔ مکرم معین احمد صاحب (پسر)
4۔ مکرم وسیم احمد ناصر صاحب (پسر)
5۔ مکرم مجیب احمد طاہر صاحب (پسر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

نتیجہ امتحان دینیات
نظارت تعلیم 1997ء

○ مورخہ 8۔ مئی 1997ء کو نظارت تعلیم نے جماعت پنجم کے احمدی بچوں کے درمیان دینی معلومات پر مشتمل ایک مقابلے کا امتحان لیا جس میں مختلف پرائیویٹ سکولز کے احمدی بچوں نے شرکت کی۔ اول دوئم اور سوئم آنے والے بچوں کے نام زیل میں درج ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو یہ اعزاز مبارک فرمائے. اور مزید نمایاں کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

اول:۔ نور العین بنت مکرم مبارک احمد صاحب نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ (گرلز سیکشن۔
دوئم:۔ 1۔ نازیہ کنول بنت مکرم محمد نذیر گورایہ صاحب بیوت الحمد پرائمری سکول۔ 2۔ لبنیٰ طلعت بنت مکرم محمد سعید جاوید صاحب نصرت جہاں اکیڈیمی (گرلز سیکشن) 3۔ آسیہ مریم بنت مکرم کرامت اللہ خادم صاحب نصرت جہاں اکیڈمی (گرلز سیکشن)
سوئم:۔ 1۔ میمونہ بنت مکرم محمد صدیق صاحب یونیق سکالرز اکیڈیمی۔ 2۔ مدیحہ قمر بنت مکرم مقصود احمد قمر صاحب ماڈرن ایجوکیشن سکول۔ 3۔ ادیبہ نگار بنت مکرم فضیل عیاض احمد صاحب نصرت جہاں اکیڈیمی (گرلز سیکشن)۔ 4۔ نور الصباح طارق بنت مکرم شیخ طارق احمد صاحب نصرت جہاں اکیڈیمی (گرلز سیکشن) 5۔ مہناز رفعت بنت مکرم منیر احمد صاحب بسمل نصرت جہاں اکیڈیمی (گرلز سیکشن)

(نظارت تعلیم)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هُوَالنَّاصِر

کراچی میں اعلیٰ زیورات خریدنے کے لئے آپ کا شوروم

الرحیم جیولرز

خورشید مارکیٹ حیدری۔ کراچی

فون 664-0231 - 664 - 3442

فیکس (92 - 21) 6643299

خبریں

ربوہ : 31- مئی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 22 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 40 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کالا باغ ڈیم کے معاملے میں خاموشی کا حکم دے دیا ہے۔ کالا باغ ڈیم اتفاق رائے کے بغیر شروع نہیں کیا جائے گا۔ ڈیم بڑھکوں سے نہیں بنے گا۔ وفاقی وزیر چوہدری نثار نے بتایا ہے کہ وزیر اعظم نے مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں کو بیان بازی سے روک دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس پہلو سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کالا باغ ڈیم پر اتفاق رائے ہو بھی جائے تو ہم اپنے وسائل سے تعمیر نہیں کر سکتے۔ بیرونی امداد کی ضرورت ہو گی۔ چند ماہ میں نئی توانائی پالیسی کا اعلان ہو گا۔ چھوٹے بڑے ڈیم بنائے جائیں گے۔ بجلی کا مناسب نرخ نامہ بنانے کا ارادہ ہے بجلی مہنگی ہونے سے چوری بڑھی۔ تھرمل پاور سٹیشن مظفر گڑھ میں آئل کی چوری کا سکینڈل پکڑا گیا۔ انہوں نے کہا کہ بجلی کی پالیسی کا اعلان جولائی میں ہو گا۔ انہوں نے لاہور کے امیر ترین علاقوں گلبرگ اور ڈیفنس میں بجلی چوری ہونے کا اعتراف کیا۔

○ گجرات میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کرنے کے جرم میں 1200۔ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ حوالاتیں بھر دی گئیں۔ 600 موٹر سائیکلیں تھانوں میں بند کر دی گئیں۔

○ کنٹرول لائن پر بھارت کی مسلسل فائرنگ کے پیش نظر فضائیہ کو ہائی الرٹ کا حکم دے دیا گیا ہے۔ دفاعی ذرائع نے بتایا ہے کہ پاک فضائیہ پہلے ہی عموماً بہت تیاری کی حالت میں رہتی ہے۔ اب جوابی کارروائی کے لئے وقت مزید کم کر دیا گیا ہے۔ پاکستان پر فضائی حدود کی خلاف ورزی کا الزام غلط ہے۔ کنٹرول لائن پر بھارتی فوج مسلسل فائرنگ کر رہی ہے۔ نکیال سیکٹر کے دیہات میں دو خواتین زخمی ہو گئیں۔ آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ لوگ گھروں میں مقید ہو کر رہ گئے۔

○ سینٹ میں احتساب بل کو حکومت کی حلیف جماعتوں اے این پی، ایم کیو ایم، زہری گروپ، پی این پی، جمہوری وطن پارٹی بگتی گروپ، فاٹا اور تحریک جعفریہ کے ارکان نے احتساب بل کو جانبدارانہ یکطرفہ اور نامکمل قرار دے کر اس کی حمایت سے انکار کر دیا۔ اے این پی کے اجمل خٹک نے سینٹ میں بڑی سخت تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیا حکومت ہے؟ احتساب کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے۔ ہم کوئی کتے ہیں جو ان کے پیچھے بھونکیں۔ اے این پی کے ارکان نے کہا کہ ہم احتساب بل میں فریق نہیں بننا چاہتے۔ جب تک کنویں میں مردہ کتا ہے کنواں صاف نہیں ہو سکتا۔

○ سینٹ میں پیپلز پارٹی نے احتساب بل پر کہا کہ حکومت سٹیٹ بینک کی جاری کردہ نادہندگان کی فہرست ایوان میں لائی پھر احتساب سے بچانے کی کوشش کی۔ نواز شریف کے بطور وزیر اعلیٰ ادوار کو احتساب کے دائرے سے خارج کر دیا گیا۔

○ قومی اسمبلی میں احتساب بل منظور کر لیا گیا۔ اب اس میں یہ ترمیم کی گئی ہے کہ احتساب 1990ء سے ہو گا۔ اس سے پہلے یہ احتساب 1986ء سے ہونا تھا۔ نئی ترمیم کے تحت صدر وزیر اعظم چیئرمین سینٹ سپیکر وزراء اراکین اسمبلی اور گریڈ 18 سے اوپر کے تمام افسران بھی اس دائرہ میں آئیں گے۔ اپوزیشن نے کہا کہ حکومت نے احتساب 1990ء سے کرنے کا بل لا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ چور ہے۔ اپوزیشن نے ایوان میں ہنگامہ کر دیا۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے نئے چیف جسٹس شیخ ریاض احمد نے حلف اٹھا لیا۔

○ نوکری کی خاطر ملائیشیا جانے والی 24 پاکستانی غیر ہنر مند لڑکیاں واپس پہنچ گئیں۔ ان میں سے 9 کا تعلق اسلام آباد سے اور 8 کا تعلق لاہور سے ہے۔ ان لڑکیوں کو غلط راستوں پر لگانے کی کوشش کی گئی تھی۔ تنگ کمروں میں رکھا گیا۔ دھمکیاں دی گئیں۔

○ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے خطرناک ملزم شبیر فوجی کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ ملزم سپاہ صحابہ کے اعظم طارق سمیت درجنوں رہنماؤں پر حملوں اور قتل میں ملوث ہے۔ اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

○ وزیر اعظم سیکرٹریٹ کی اطلاعات انٹرنیٹ کے ذریعے افشا ہونے کا سکینڈل پکڑا گیا۔ سرکاری محکمے کمپیوٹروں پر ای میل، فیکس، موڈیم، انٹرنیٹ اور دیگر ٹیکنالوجی کا استعمال نہیں کر سکیں گے۔ ہدایات جاری کر دی گئیں۔

○ گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ ججوں کی تقرری میں کوئی تنازعہ پیدا نہیں ہوا نہ ہی میرا اعتراض مسترد کیا گیا ہے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ امن و امان کی صورت حال خراب کہنے والے خدا کا خوف کریں۔ انہوں نے کہا کہ قاضی صاحب شوق سے تحریک چلائیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ٹیکس چوری نہ روکی گئی تو سنگین بحران آئے گا۔ سیاسی اتحاد کا فیصلہ سنٹرل کمیٹی کرے گی انہوں نے کہا کہ ہم الیکشن سے تھک چکے ہیں۔ نہ کرسی چاہتے ہیں نہ اقتدار۔ لوگوں کو خوشیوں کا راستہ بتا رہے ہیں۔ جو نہ ملی تو وہ سڑکوں پر آ جائیں گے۔

○ حکومت نے آخر کار محترمہ بے نظیر بھٹو کو قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حکومت نے پیپلز پارٹی کو آگاہ کر دیا۔ پیپلز پارٹی کے اس الزام کے بعد کہ حکومت کٹھ پتلی اپوزیشن لیڈر چاہتی ہے۔ چوہدری نثار نے ذاتی دلچسپی لے کر معاملہ طے کرا دیا ہے۔

○ سینٹ میں شدید مخالفت کے باوجود احتساب بل آخر کار منظور کر لیا گیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اللہ نہ کرے کہ ہمیں حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی ضرورت پڑے۔ بھاری مینڈیٹ ملا ہے تو پھر بتائیں کہ مسائل حل کیوں نہیں ہو رہے۔ مہنگائی کیوں بڑھ رہی ہے۔ قرض اتارو سکیم "قرض بڑھاؤ" سکیم بن چکی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ ووٹ ہم ڈالتے ہیں یا جن؟

○ گیس اور پٹرولیم پر صوبائی سرچارج لگانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے تفریحی ٹیکس 20 فیصد سے بڑھا کر 65 فیصد کر دیا جائے گا۔

○ مخدوم سجاد حسین قریشی کو بہاؤ الدین ذکریا کا عرس کرانے سے روک دیا گیا۔ مسلم لیگی رہنما ایم این اے جاوید ہاشمی دربار عالیہ اور عرس تقریبات کی نگران کمیٹی کے چیئرمین بنا دیئے گئے۔

○ انڈونیشیا کے انتخابات میں حکمران گولکر پارٹی بھاری اکثریت سے جیت رہی ہے۔

○ افغانستان میں احمد شاہ مسعود نے طالبان سے جبل السراج کے بعد چاری کار بھی چھین لیا ہے۔ تین صوبوں پر جنرل مالک کی فوج کا قبضہ ہو چکا ہے۔ افغان دارالحکومت براہ راست راکٹ حملوں کی زد میں آ گیا ہے۔

سیل۔ سیل۔ سیل
ایرانی کولر۔ ڈنر سیٹ۔ ٹی سیٹ۔ دیگر اشیاء
نور کراکری ہاؤس نزد اقصیٰ چوک ربوہ

اب ایک نئے اضافے کے ساتھ
ڈبل اور سنگل بیڈ شیٹ ایکسپورٹ کوالٹی
نئی ورائٹی..... قیمت انتہائی کم
نیلز
جاپانی سوٹ اب 216 مختلف دیدہ زیب پرنٹ اور رنگوں میں • جاپانی جارجٹ برقعے 'ان سلے' 83 خوبصورت رنگوں میں نہایت ارزاں قیمت میں دستیاب
ہمارا معیار ٭ بہترین کوالٹی
اکبر احمد 32 دارالصدر غربی حلقہ قمر ملحقہ کوٹھی سر ظفر اللہ صاحب ربوہ فون 212866

بشیر گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان، 211806۔ رہائش شہر 211883
رہائش گاؤں : 22238

ہر سائز کا ڈش انٹینا خریدنے کیلئے اعتماد کا نام
بہترین میٹریل ٭ شاندار رزلٹ
الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212974

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا با اعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. EXCHANGE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

8 فٹ سائز سپیشل ڈش
پر احمدیہ ٹیلیویژن کا رزلٹ شاندار
• اعلیٰ کوالٹی بھاری میٹریل ڈش • آزمودہ مشہور زمانہ ونر سیٹ ریسیور نیا ماڈل • گارڈنر LNB امریکہ اور جاپانی وائر
• تمام اشیاء جینوئن اور NO-1 گارنٹی کے ساتھ
• پاکستان میں ہر جگہ فٹنگ کی سہولت
ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ
بشارت احمد خان
فون نمبرز 211274 213123